جلسہ سالانہ کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ

(خطبہ جمعہ ۱۰؍دسمبر ۱۹۸۲ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے اس زمانہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک ایسی جماعت عطا فرمائی جو مادہ پرستی کے ماحول سے بے نیاز، دین کی طرف توجہ دینے والی اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی جماعت ہے۔ دنیا میں جتنی بھی جماعتیں تنظیم کی صورت میں کام کر رہی ہیں، ان میں اس پہلو سے یہ جماعت بالکل منفرد ہے کہ اس کا ہر کام محض لِلّٰہ ہوتا ہے۔ اور کام کرنے کی قوت ہر دل سے پھوٹتی ہے، باہر سے نہیں آتی۔ اور یہ طوعی طور پر وہ بہترین نظام ہے جو تمام دنیا کے سامنے ایک نمونہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

ان نیک باتوں میں سے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں، توجہ اور تربیت کی برکت سے حاصل ہوئیں ایک یہ ہے کہ نصیحت کا اثر بہت جلد ظاہر ہوتا ہے اور قرآن کریم کی اس آیت کی صداقت دل میں گھر کر جاتی ہے:

فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝ (الاعلیٰ: ۱۰)

کہ تو نصیحت کر اور کرتا چلا جا، یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ تیری نصیحت کو بیکار نہیں جانے دے گا، یقیناً نصیحت فائدہ پہنچائے گی۔

اس پہلو سے میں نے دیکھا ہے کہ بعض باتوں کی طرف جب توجہ دلائی گئی تو خدا تعالیٰ کے

فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ نے بڑی جلدی ان امور کی طرف توجہ شروع کر دی۔ مثلاً چندوں کو صحیح کرنے اور شرح کے مطابق دینے کے لئے کہا گیا تو تمام دنیا سے بکثرت ایسی اطلاعات مل رہی ہیں کہ بعض جگہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دگنا، تگنا بلکہ چوگنا چندہ بڑھ گیا۔ اور لکھنے والوں نے بڑی معذرت اور شرمندگی کے ساتھ لکھا کہ ہمیں پہلے خیال ہی نہیں تھا لیکن اب ہم نے اتنے گنا بڑھا کر چندہ دینا شروع کر دیا ہے اور ساتھ ہی انہوں نے مغفرت کے لئے دعا کی درخواستیں بھی کیں۔

اب اس جماعت کی تو دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ ہر نصیحت جو کی جاتی ہے اس پر عمل کرنے والے اس کثرت کے ساتھ آگے آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حمد سے دل بھر جاتا ہے چنانچہ اہل ربوہ کو میں نے ایک یہ نصیحت کی تھی کہ جلسہ سالانہ آرہا ہے اس کے لئے تیاری کریں، اپنے گھروں کو صاف کریں، اپنی گلیوں کو صاف کریں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کا بھی بہت ہی اچھا اثر ظاہر ہوا ہے۔ تمام ربوہ میں خدام کیا اور انصار کیا، بڑی محنت اور توجہ کے ساتھ یہ کام کر رہے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ مہمانوں کو کسی قسم یا کسی نوع کی تکلیف نہ پہنچے۔

پھر گزشتہ سے پیوستہ جمعہ کے خطبہ میں یہ توجہ دلائی گئی تھی کہ جمعہ کی نماز میں حاضری کی طرف دوست خصوصی توجہ دیں۔ کیونکہ ربوہ کی آبادی کے لحاظ سے یہ محسوس ہو رہا تھا کہ اس کثرت کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھنے والے نہیں آتے جتنے آنے چاہئیں۔ چنانچہ پچھلے جمعہ کی نماز میں بھی میں نے محسوس کیا کہ خدا کے فضل سے اس تحریک کا نمایاں اثر ظاہر ہوا اور آج بھی میری آنکھ دیکھ رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے احسان کے ساتھ سننے والے کانوں نے اس بات کو سنا اور عمل کرنے والے دلوں نے ان کو عمل کی تحریک کی۔ چنانچہ آج مسجد کی رونق خدا تعالیٰ کے فضل سے اس جمعہ کی نسبت بہت بہتر ہے جس میں میں نے اس طرف توجہ دلائی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ کی جتنی بھی حمد کی جائے کم ہے۔ جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ ہمارے پاس تو سوائے اخلاص کی دولت کے اور کچھ نہیں۔ اور دلوں میں جو اپنے اندر سے ایک قوت پیدا ہوتی ہے اس کے سوا کام چلانے کے لئے اور کوئی قوت نہیں۔ اور یہ دونوں چیزیں دعا کی برکت سے بڑھتی اور نشوونما پاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اسی طرح زندہ اور پائندہ رکھے اور دلوں کو خلوص اور اس اندرونی قوت سے بھر دے جس کے نتیجہ میں دین کے کام بحسن وخوبی چلا کرتے ہیں۔

اب میں چند چھوٹی چھوٹی باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ ان کو چھوٹی تو نہیں کہنا چاہئے کیونکہ حقیقت میں وہ بہت بڑی باتیں ہیں لیکن مطلب یہ ہے کہ چند سادہ اور آسان سی باتیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں ویسے وہ اس لحاظ سے تو چھوٹی ہیں کہ ہر انسان ان کو اختیار کر سکتا ہے لیکن اپنے مضمون کے لحاظ سے وہ بہت بڑی باتیں ہیں جبکہ عمل کے لحاظ سے نہایت آسان اور سادہ ہیں۔ اور ہر انسان کی دسترس کے اندر ہیں۔ گویا وہ کوئی ایسے مشکل کام نہیں جن کے متعلق کوئی یہ کہہ سکے کہ میری طاقت سے بالا ہیں۔

اس ضمن میں سب سے پہلے میں جلسہ کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ انسان کی یہ بشری کمزوری ہوتی ہے کہ وہ ان اجتماعات کو جو نہایت اعلیٰ مقاصد کی خاطر منعقد کئے جاتے ہیں رفتہ رفتہ میلوں ٹھیلوں میں بدلنے کی کوشش کرنے لگ جاتا ہے اور یہ ایک ایسا انسانی رجحان ہے جو دنیا میں ہر جگہ نظر آتا ہے۔ بہت ہی عظیم الشان اجتماعات کی بنیادیں اللہ کے عظیم الشان بندوں نے ڈالیں یعنی انبیاء علیہم السلام نے۔ اور الا ماشاء اللہ دنیا کی اکثریت نے ان اجتماعات کو میلوں میں اور لغو کھیلوں میں تبدیل کر دیا اور بجائے اس کے کہ وہ اجتماعات ذکر الٰہی کے لئے مخصوص ہوتے، لہو ولعب کے لئے وقف ہو کر رہ گئے۔ یہ ایک ایسا طبعی رجحان ہے جو رفتہ رفتہ جڑ پکڑتا ہے اور آہستہ آہستہ یہ بیماری آگے آنا شروع ہو جاتی ہے۔ اس لئے بار بار اس کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ جس طرح زمیندار جانتا ہے کہ کھیتوں کی طرف اگر وہ توجہ نہ دے تو لازماً ان میں جڑی بوٹیاں اُگ آتی ہیں جن کو تلف کرنے کے لئے بار بار توجہ دینا پڑتی ہے۔ اسی طرح قومیں خواہ کتنی ہی زندہ ہوں ان میں زندگی کا ایک دوسرا قانون بھی جاری رہتا ہے یعنی مخالفانہ قوتیں سر اٹھاتی ہیں۔ آخر وہ بھی تو خدا تعالیٰ کے قانون کے تابع ہی عمل کرتی ہیں۔ اس لئے زندہ قوموں کا یہ اولین کام ہے کہ وہ حکمت کے ساتھ اپنا جائزہ لیتی رہیں۔ اس قسم کی جڑی بوٹیاں جن کا ہمارے اندر جڑ پکڑنے کا کوئی حق نہیں وہ جہاں اور جب بھی جڑ پکڑنے کی کوشش کریں ان کو تلف کر دیا جائے۔

ہمارا جلسہ سالانہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی گریہ وزاری کے ساتھ دعاؤں کے نتیجہ میں جاری ہوا تھا اور بہت ہی پاک اور اعلیٰ مقاصد کی خاطر جاری کیا گیا تھا اب اس میں بھی کچھ عرصہ سے اسی قسم کے رجحانات کا پتہ چلتا ہے اور کئی قسم کی خرابیاں آہستہ آہستہ ظاہر ہو رہی

ہیں۔ان میں سے مثلاً ایک یہ ہے کہ جلسہ سالانہ کے دنوں میں ہمارے بازار تقویٰ کی صحیح نشاندہی نہیں کرتے بلکہ دنیا کے عام بازاروں کی طرح وہاں نوجوانوں کے گروہ ادھر ادھر آپس میں گپیں مار رہے ہوتے ہیں یا مذاق کی باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ یوں لگتا ہے گویا وہ ایک سیر گاہ میں اکٹھے ہوئے ہیں اور چند دن گپ شپ کے لئے آئے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے یہاں باقی شہروں کے مقابل پر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑا نمایاں فرق ہے بے حیائی کی باتیں ویسی نہیں ہوتیں جیسی ایسے موقع پر دوسرے شہروں میں ہوتی ہیں لیکن ہم اس فرق پر راضی نہیں ہیں ہمارا دینی منصب بہت بلند ہے ہمیں کوشش بہر حال یہ کرنی چاہئے کہ یہ اجتماعات جماعت احمدیہ کی حقیقی روح کا مظہر بنیں۔ جلسہ کے دوران ہمارے بازار ایک امتیازی شان رکھیں۔ لوگ ان کو دیکھ کر یہ محسوس کریں کہ یہ مختلف قسم کے انسانوں کے بازار ہیں، عام شہروں کے بازار نہیں ہیں۔ یہ اجتماع کچھ عجیب سی مخلوق کا اجتماع ہے جو دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے الگ ہے۔ پس جب تک ہر دیکھنے والے کے دل میں یہ احساس پیدا نہیں ہوتا ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہیں۔

پھر یہی مجالس گھروں میں بھی لگتی ہیں۔ اس سے تو انکار نہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ کی غرض وغایت میں ایک غرض یہ بھی بیان فرمائی تھی کہ مختلف ممالک اور مختلف شہروں کے بسنے والے لوگ یہاں اکٹھے ہوں۔ ایک دوسرے کے ساتھ ان کے تعلقات استوار ہوں۔ آپس میں ان کے روابط قائم ہوں۔ محبت اور پیار کے ماحول میں ایک نہایت ہی وسیع سوسائٹی وجود میں آئے جو دنیا کے کونے کونے سے آنے والے لوگوں پر مشتمل ہو اور ایک نہایت ہی پاکیزہ اسلامی معاشرہ جنم لے جس میں باہمی اخوت کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی محبت ہو۔ چنانچہ یہ سوشل فوائد جلسہ کے ساتھ لگے ہوئے ہیں اور اس کے بہت ہی نیک اثرات بھی ہم دیکھتے ہیں۔ اس لئے تعلقات کا قیام۔ ایک دوسرے سے محبت کے ساتھ ملنا۔ ایک دوسرے کا خیال رکھنا۔ مہمان نوازی کرنا۔ یہ تو قابل اعتراض بات نہیں۔ قابل اعتراض بات اس وقت پیدا ہوتی ہے جب گھروں کی مجالس لغویات کی طرف مائل ہو جائیں یا جب وہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظموں کی بجائے لغو گانوں کی آوازیں بلند ہونی شروع ہو جائیں۔ عام حالات میں بھی یہ اچھا نہیں لگتا لیکن جلسہ کے دنوں میں کانوں میں پڑنے والی یہ آوازیں تو بہت ہی تکلیف دیتی ہیں۔ یا مثلاً

ٹیلی ویژن کے پروگراموں کے گرد سارے گھر اکٹھے ہوئے ہوں۔ تو اس طرح بجائے اس کے کہ گھروں میں یہ باتیں ہوں کہ آج کا جلسہ کیسا رہا اور آئندہ کیلئے سکیمیں بنائی جائیں کہ ان تقریروں کے نیک اثر سے ہم اپنے اندر کیا تبدیلی پیدا کریں گے، مجلسوں کو لغو مجلسوں میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ ہر جگہ تو یہ نہیں ہوتا لیکن میری آنکھ نے دیکھا، میرے کانوں نے سنا کہ واقعتہً یہ رجحان پیدا ہو رہا ہے اور بڑھ رہا ہے تو اس کی بیخ کنی کی بھی ضرورت ہے۔

پھر جو سب سے بڑی خطرناک بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ مجالس عبادت کے رستہ میں حائل ہونے لگ جاتی ہیں یعنی نمازوں کے اوقات ہیں اذانیں دی جارہی ہیں لیکن گھروں کی مجلسیں اسی طرح قائم رہتی ہیں اور بڑے بھی اور چھوٹے بھی بے تکلفی کے ساتھ آپس میں بیٹھے گپ شپ میں مصروف رہتے ہیں اور کسی کو خیال نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے بلایا جا چکا ہے۔ ہمیں مسجدوں میں جانا چاہئے۔ ’’کسی کو‘‘ سے مراد صرف بعض ان گھروں کی بات ہے جہاں ایسا ہوتا ہے یعنی ان گھروں میں کسی کو خیال نہیں آتا ورنہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا ہی پیارا نظارہ ہوتا ہے۔ بعض مسجدیں تو چھلک جاتی ہیں اور وہاں نمازیوں کو اندر جگہ نہیں ملتی۔ لیکن اس کے باوجود مسجدوں کو جتنا بھر کر باہر چھلکنا چاہئے اتنا نہیں چھلکتیں کیونکہ ربوہ کی مساجد تو ربوہ کی عام ضرورت کو پورا کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں۔ کچھ اس سے وسیع تر ہوں گی۔ اس میں کوئی شک نہیں لیکن اتنی نہیں کہ سارے جلسہ سالانہ کے مہمانوں کو سمو سکیں۔ مسجد مبارک میں تو یہ نظارہ نظر آتا ہے کہ باہر صحن تک نمازی پہنچ جاتے ہیں بلکہ صحنوں سے باہر نکل جاتے ہیں لیکن بہت سی دوسری مساجد میں میں نے دیکھا ہے کہ نمازوں کے اوقات میں صحنوں سے باہر نمازی نہیں نکلتے۔ حالانکہ اگر سارے نماز پڑھنے والے ہوں تو کوئی وجہ ہی نہیں ہے کہ ان مساجد کے اندر اس وقت کی ساری آبادی سما سکے۔ یعنی وہ آبادی جن کو مسجدوں میں جانا چاہئے اور جن کو مسجدوں میں جا کر نمازیں پڑھنی چاہئیں۔ تو اس طرف بھی بڑی توجہ کی ضرورت ہے۔

جلسہ کے اوقات میں ایک بڑی قابل فکر بات یہ ہے کہ جس وقت جلسہ ہو رہا ہوتا ہے اس وقت بھی میلے ٹھیلے کا رجحان بعض جگہوں میں اپنے طور پر جاری رہتا ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ دوست بڑی تکلیف اٹھا کر باہر سے آتے ہیں۔ بڑی بڑی دور سے خرچ کر کے آتے ہیں سردی کی تکلیف

برداشت کرتے ہیں۔ سفر کی صعوبتیں اٹھاتے ہیں سب احمدی جانتے ہیں کہ ریلوے کی طرف سے اب وہ سہولتیں مہیا نہیں ہوتیں جس طرح پہلے ہوا کرتی تھیں۔ ریلوے کی اپنی مشکلات ہوں گی۔ دوسرے جو ذرائع مواصلات ہیں ان کی بھی مشکلات ہوں گی۔ لیکن ہمیں یاد ہے جسطرح پہلے ایک مثالی تعاون ملا کرتا تھا ویسا تعاون اب نہیں ملتا۔ تو اس کے نتیجہ میں بعض دفعہ بڑی مصیبت کے ساتھ ڈبوں میں ٹھس کر لوگوں کو سفر کرنا پڑتا ہے۔ بچے بیمار، روتے، بلکتے ساتھ لے کر آتے ہیں۔ غرض بیچارے آنے والے بہت تکلیفیں اور بڑی مصیبتیں اٹھاتے ہیں۔ تو یہ سب کچھ کرنے کے بعد یہاں آ کر بجائے اس کے کہ جلسہ میں حاضر ہوں اور اس سے استفادہ کریں بازاروں کی رونق بن جائیں تو پھر تو یہ بڑے گھاٹے کا سودا ہے۔ اس کی طرف بھی توجہ کی ضرورت ہے۔

بازار والوں کو بھی چاہئے کہ وہ ایسے مواقع پر دکانیں بند کر دیا کریں لیکن یہ جو غیر ذمہ داری کا رجحان ہماری قوم میں پایا جاتا ہے اس نے بڑی مصیبت ڈالی ہوئی ہے۔ دو تین ریڑھی والے جب دکان لگا لیتے ہیں تو دیکھا دیکھی سارے دکانیں کھول کر کاروبار شروع کر دیتے ہیں۔ یہ خوف ہر ایک کے دامنگیر ہو جاتا ہے کہ میرا رزق نہ مارا جائے یہ سب کچھ کما کر لے جائے گا۔ یہ دراصل توکل کی کمی کا نتیجہ ہے۔ وہ دکاندار جو خدا کی خاطر دکانیں بند کرتے ہیں چاہے سارا بازار بھی کھلا ہو، ان کا رزق نہیں مارا جا سکتا۔ اللہ رازق ہے۔ اسی جمعہ کے تعلق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (الجمعہ: ۱۰)

کہ جمعہ کے دن جب تمہیں خدا کے ذکر کی طرف بلایا جاتا ہے تو اپنی دکانیں اور اپنے کاروبار بند کر دیا کرو۔ تم یہ سمجھتے ہو گے کہ یہ نقصان کا سودا ہے۔ تم گھبراؤ گے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کاش! تمہیں علم ہوتا یہ تمہارے لئے بہت ہی بہتر کام ہے کہ خدا کی خاطر اپنی تجارتیں ٹھپ کر دو۔ پھر آخر پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔ کہ رازق تو اللہ ہے اور اللہ ہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

پس جب یہ تسلیم ہے کہ رازق اللہ ہی ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ خدا کی خاطر ہم اپنی

دکانیں بند کرتے ہیں تو پھر اپنے رب پر یہ بدظنی کرنا کہ کوئی دوسرا آدمی ہمارا رزق مار دے گا یا جو رزق ہمارے مقدر کا تھا وہ کوئی اور عدم تعاون کرنے والا لے جائے گا اس سے بڑی بیوقوفی اور کیا ہو سکتی ہے۔ تو کل ایک بڑی بنیادی صفت ہے۔ جو لوگ تو کل اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ آزمائشیں تو آتی ہیں اور یہ تو کل کا حصہ ہوتی ہیں۔ تو کل کے فلسفہ کے اندر آزمائشیں داخل ہیں۔ اگر تو کل سے یہ مراد ہو کہ ادھر فوراً کچھ چھوڑا اور خدا پر تو کل کیا ادھر فوراً وہ چیز میسر آ گئی۔ یہ تو پھر دنیا کا قانون بن جائے گا۔ پھر تو ہر دنیا دار بھی اس تو کل کی طرف دوڑے گا۔ اس لئے اللہ کے بندوں کو دوسرے بندوں سے ممتاز کرنے کے لئے تو کل میں کچھ خفاء بھی ہوتا ہے۔ کچھ پردے بھی ہوتے ہیں۔ کچھ آزمائشیں بھی ہوتی ہیں۔ لیکن انجام کار تو کل کرنے والے دوسروں کی نسبت کبھی پیچھے نہیں رہا کرتے۔ ہر بات میں آگے بڑھ جاتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بڑے بڑے تو کل کرنے والوں کے لئے بھی خدا نے امتحان رکھے ہوتے ہیں۔ تذکرۃ الاولیاء میں ایک ایسے ہی تو کل کرنے والے کا ذکر ہے۔ کہتے ہیں ایک بزرگ عبادت کے لئے دنیا کو تج کے ایک غار میں جا کر پناہ گزین ہو گئے۔ ان کا تو کل یہ تھا کہ انہوں نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کیا کہ مجھے بھوک چاہے کتنا بھی ستائے میں اس جگہ کو چھوڑ کر باہر دنیا کے سامنے روٹی مانگنے کے لئے نہیں نکلوں گا۔ جو کچھ مانگنا ہوگا اسی غار میں اپنے رب سے مانگوں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام کر دیا کہ لوگ جوق در جوق وہاں حاضر ہونے لگے۔ ہر قسم کی نعمتیں اسی غار میں ان کو پہنچنے لگیں۔ اس بزرگ نے تو کل کا بہت پھل کھایا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو نازل ہوتے دیکھا اور عبادت میں اور ترقی کی یہاں تک کہ آزمائش کرنے والے نے آزمائش کا وقت بھی لا کھڑا کیا۔ خدا تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا کہ اس بزرگ کی کچھ آزمائش بھی ہونی چاہئے جو دنیا کی نظر میں ایک بہت بڑا مقام بنا چکا ہے۔ چنانچہ ایک وقت آیا جب ان کے لئے ہر روٹی لانے والے اور ہر تحفہ لانے والے نے خیال کیا کہ اتنے لوگ وہاں جاتے ہیں آج میں نہ گیا تو کیا فرق پڑتا ہے۔ چنانچہ اس دن خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے ہر شخص کو وہاں کچھ پہنچانے سے روک دیا۔ دوپہر کو بھی کوئی نہ آیا۔ رات کو بھی کوئی نہ آیا۔ دوسرے دن صبح کو بھی کوئی نہ آیا شام کو بھی کوئی نہ آیا۔ ان کو تین دن کا فاقہ پڑا۔ آخر بے قرار ہو گئے اور اس غار کو چھوڑ کر ایک دوست کے پاس پہنچے۔ اس نے جب دیکھا کہ ان کا یہ حال ہے تو بڑی معذرت کی اور جو کچھ گھر میں حاضر تھا

پیش کیا۔ روٹیاں جو پکی ہوئی تھیں وہ پیش کر دیں۔ سالن پیش کر دیا۔ جب وہ روٹیاں لے کر باہر اپنے مسکن کی طرف جانے لگے تو اس گھر والے کا کتا پیچھے پڑ گیا۔ کاٹنے کے لئے نہیں بلکہ روٹی کی خوشبو کی وجہ سے اس کی بھوک بھی تیز ہوگئی اور اس کے اندر بڑا ہیجان پیدا ہو گیا اور زبان نکال نکال کر کبھی ان کے کپڑے چاٹتا اور کبھی بھونکنے لگتا تھا چنانچہ انہوں نے آدھی روٹیاں کتے کو ڈال دیں۔ ابھی وہ تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ کتا روٹیاں کھا کر پھر ان کے پیچھے بھونکنے لگ گیا۔ اس وقت انہوں نے (جس طرح انسان جانوروں سے باتیں کرتا ہے۔ یہ تو نہیں ہوتا کہ جانور باتیں سمجھتا ہے لیکن پھر بھی آدمی بعض جانوروں سے باتیں کرتا ہے سو اسی طرح) کتے سے کہا تو بڑا حریص جانور ہے۔ تیرے مالک سے جو کچھ میں نے لیا تھا اس میں سے آدھا تجھے دے دیا ہے لیکن تو پھر بھی میرا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ تو بہت ہی حریص ہے۔ بڑی ہی گندی قسم کا جانور ہے۔ اس پر ان پر کشفی حالت طاری ہوئی اور انہوں نے دیکھا کہ کتا ان کو یہ جواب دیتا ہے کہ میں حریص ہوں یا تو حریص ہے؟ میں تو کئی کئی دن کا فاقہ کرتا ہوں مگر اپنے مالک کا دروازہ نہیں چھوڑا کرتا۔ ابھی بھی اپنے مالک ہی کی روٹیوں کی خاطر تیرے ساتھ لگا ہوا ہوں تو اپنے گھر سے تو نہیں لے کر آیا تھا۔ لیکن تم عجیب آدمی ہو۔ تمہارے مالک نے تم پر اتنے احسان کئے لیکن تم تین دن کا فاقہ برداشت نہیں کر سکے اور میرے مالک کے دروازے پر آ گئے۔ جونہی یہ کشفی حالت دور ہوئی انہوں نے ساری روٹیاں وہیں پھینک دیں اور بے اختیار روتے چلاتے اور گریہ وزاری کرتے ہوئے اپنے غار کی طرف لوٹے اور خدا کے حضور دعائیں کرنے لگے کہ اے اللہ تو مجھے معاف فرما۔ میں تو ایک کتے سے بھی زیادہ ذلیل نکلا۔ وہاں پہنچے تو دیکھا ایک ہجوم خلائق کھڑا تھا وہ ان کا انتظار کر رہا تھا اور پریشان تھا کہ یہ کہاں چلے گئے۔ لوگ ان کی خاطر دنیا جہان کی نعمتیں لے کر حاضر تھے پس توکل کرنے والے کو خدا کبھی ضائع نہیں کرتا۔ لیکن توکل کرنے والے پر امتحان بھی آتے ہیں۔ اگر آپ امتحانوں میں ثابت قدم رہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو بے شمار نعمتوں سے نوازے گا لیکن یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ توکل کرنے والا ضائع کر دیا جائے۔

پس چھوٹی چھوٹی تجارتوں کی خاطر یہ دو تین دن کے چند گھنٹوں کے رزق کے خوف سے اگر آپ دکانیں کھلی رکھیں گے تو یہ توکل تو درکنار ویسے بھی بہت گری ہوئی بات ہوگی۔ اتنی دور سے لوگ جلسہ کی خاطر آتے ہیں۔ لیکن آپ کی دکانیں انہیں اپنی طرف بلاتی ہیں اور ان کے ایمان کیلئے

ٹھوکر کا موجب بنتی ہیں۔ان کے لئے آزمائش پیدا کر دیتی ہیں۔اگر کوئی دکان کھلی ہو تو پہلے ایک آدمی آتا ہے۔پھر دو آتے ہیں۔یہاں تک کہ ایک ہجوم اکٹھا ہو جاتا ہے۔

پھر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ نمازوں کے اوقات میں بھی دکانیں بند نہیں ہوتیں حالانکہ ہم عبادت کی خاطر پیدا کئے گئے ہیں۔عبادت کے لئے ہی سارا کاروبار چل رہا ہے آخر یہ کارخانہ عالم ہے کیا؟ صرف یہ کہ دنیا کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا مزہ بتائیں، ان کو عبادت کی لذتوں سے آشنا کریں تاکہ رفتہ رفتہ ساری مخلوق اپنے رب کی عبادت کرنے لگے۔ یہ ہے مقصد جلسہ سالانہ کا۔اس مقصد کے خلاف عین اس موقع پر یہ حرکت ہو رہی ہو۔جبکہ یہ مقصد اپنے عروج کو پہنچا ہوا نظر آتا ہے، یہ ایک بہت ہی کریہہ المنظر شکل ہے۔

تین باتیں ہیں جن کی میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں۔ایک یہ کہ جلسہ سالانہ کے دوران عبادت الٰہی پر خاص زور دیں۔دوسرے جلسہ گاہ میں حاضری کا خیال رکھیں۔تیسرے خدا کی خاطر ان دنوں میں رزق کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جلسہ کے اوقات میں اپنی دکانیں بند رکھیں۔ہمارا جلسہ سالانہ ایک عظیم الشان اجتماع ہے۔اس کے نہایت ہی پاکیزہ اور بلند اور عظیم الشان مقاصد ہیں ان کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔اپنی تمنائیں کچلی جاتی ہیں تو کچلی جائیں اپنے مفادات مرتے ہیں تو مرنے دیں ان کی پرواہ نہ کریں۔اس جلسہ کے مفادات کو اپنے مفادات پر ترجیح دیں۔پھر دیکھیں کہ اللہ آپ پر کس قدر مہربان ہوتا ہے۔ہمارا خدا اتنا مہربان آقا ہے، اتنا رحم کرنے والا اور اتنا کرم کرنے والا خدا ہے کہ کوئی تھوڑا سا بھی اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے یا تکلیف اٹھاتا ہے تو خدا تعالیٰ صرف اسی کو نہیں نوازتا۔بعض دفعہ اس کی سات پشتوں تک کو آرام پہنچاتا ہے۔پس ایسے پیارے خدا سے منہ موڑنا اور اس سے بے وفائی کرنا اور توکل علی اللہ میں کمی کرنا سراسر نقصان ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں۔

بیرونی جماعتوں کو بھی چاہئے کہ جلسہ پر آنے والے دوستوں کو وہ پہلے سے سمجھائیں اور اپنے طور پر بھی انتظام کریں کہ کسی ضلع سے یا کسی بڑے شہر سے آنے والے جلسہ کی برکتوں سے غافل اور محروم نہ رہیں بعض لوگ بعض اچھے مقرر کی تقریر سننے کی خاطر جلسہ گاہ پہنچ جاتے ہیں۔انہوں نے پروگرام پر باقاعدہ نشان لگائے ہوتے ہیں کہ فلاں تقریر میں بیٹھنا ہے اور فلاں میں نہیں بیٹھنا کیونکہ فلاں مولوی صاحب بور تقریر کرتے ہیں اور فلاں مولوی صاحب دلچسپ تقریر کرتے ہیں۔حالانکہ یہ

بہت ہی ناقص العقل آدمی کا فیصلہ ہوتا ہے۔

درحقیقت اس میں دو پہلو ہیں جو ہمیشہ مدنظر رہنے چاہئیں۔ اول یہ کہ خدا کی رضا کی خاطر آپ جلسہ گاہ میں بیٹھتے ہیں۔ خواہ بور بھی ہو رہے ہوں تب بھی اللہ تعالیٰ کی رضا آپ کو مل رہی ہوتی ہے اس سے بہتر آپ کو کیا چیز حاصل ہو سکتی ہے۔ آپ نے دیکھا نہیں جب تک غیر ملکیوں کے لئے ترجمے کا انتظام نہیں کیا گیا تھا سارے غیر ملکی صبح سے شام تک خاموشی سے بیٹھے ہوتے تھے ان کی طرف سے ایک آواز بھی نہیں آتی تھی یعنی وہ روزانہ کئی کئی گھنٹے مسلسل محض اللہ کی رضا کی خاطر بیٹھے رہتے تھے۔ حالانکہ ایک لفظ کی بھی ان کو سمجھ نہیں آ رہی ہوتی تھی۔ ان کو دیکھ کر ان سے ہی نمونہ پکڑا ہوتا۔ یہ خیال کر لینا کہ وہ آئے اور ان کا سب کچھ ضائع ہو گیا ان کا وقت ضائع ہو گیا، ہزار ہا روپے خرچ کر کے ہزاروں میل دور سے آئے ہیں۔ ان کے پیسے ضائع گئے، یہ خیال ہی بے وقوفی کا خیال ہے۔ آنے والے جانتے ہیں کہ ان کے دل برکتوں سے بھر رہے ہوتے ہیں۔ جب وہ واپس جاتے ہیں تو ان کی کایا پلٹ چکی ہوتی ہے۔

پس جلسہ کا یہ وقت اپنی ذات میں برکتوں کا وقت ہے۔ جب خدا کی خاطر آپ خاموشی سے کسی جگہ بیٹھتے ہیں تو ویسے ہی یہ سودا بڑا مفید اور کارآمد سودا ہوتا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ یہ بھی نفس کا ایک تکبر ہے کہ فلاں تقریر کچھ نہیں ہمارے لئے بے کار ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں ہم کافی عالم ہیں۔ ہمیں تقریر سننے کی ضرورت نہیں ہے حالانکہ لوگ بڑی محنت سے تقریریں تیار کرتے ہیں اور ہر تقریر میں کوئی نہ کوئی ایسا نکتہ ضرور ہوتا ہے جو بڑے سے بڑے عالم کے ذہن میں بھی نہیں آیا ہوتا۔ اس لئے تقریریں سننے سے بہت ہی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر جلسہ پر آنے والے جلسہ کی تقاریر میں سے ایک دفعہ گزر جائیں تو ان کی بالکل کایا پلٹ جائے گی۔ ان کے علم میں برکت پیدا ہوگی اور ان کے اخلاص میں برکت پیدا ہوگی۔ ایک تبدیل شدہ شخصیت لے کر وہ واپس لوٹیں گے۔ اور اگر آپ نے صرف اپنی لذت کی خاطر جلسہ گاہ میں بیٹھنا ہے تو اس میں پھر ایک خودغرضی کا پہلو آجاتا ہے۔ اس میں رضائے باری تعالیٰ کا پہلو کہاں چلا گیا جو تقریر پسند ہے وہاں بیٹھ گئے جو نہیں پسند اس میں نہیں بیٹھے۔ جلسہ کی اپنی ایک حرمت ہے اس حرمت کا خیال رکھیں گے تو پھر آپ کا سارا وقت رضائے باری تعالیٰ کے حصول میں شمار کیا جائے گا۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں اور ہر شخص کے بس میں ہیں لیکن مشکل بھی ہوسکتی ہیں۔ کیونکہ اگر انسان کو دعا کی توفیق نہ ملے، اگر دل میں خلوص نہ ہو، اور اگر انسان ایک پختہ ارادہ کر کے ان باتوں پر عمل کرنے کی کوشش نہ کرے تو آسان چیزیں بھی مشکل ہو جایا کرتی ہیں۔ اسی طرح جہاں تک مضمون کا تعلق ہے۔ یہ باتیں اپنی ذات میں بہت ہی اہم ہیں اور بڑے اعلیٰ مقاصد پورا کرنے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۸؍ دسمبر ۱۹۸۲ء)